تاخیر کا لحاظ بھی پیشِ نظر نہیں رہا۔ مؤلف کے نزدیک کوئی بھی بات کہیں سے شروع کر کے کہیں پر بھی چھوڑی جاسکتی ہے، چاہے حقیقت افسانے کا رُوپ دھار لے یا افسانہ حقیقت بن جائے۔ پھر طریقت کی حقیقت کے ضمن جس علمی اور تحقیقی اندازِ بیان کی ضرورت تھی، وہ یہاں مفقود ہے۔ زبان اور انشا کی غلطیاں اس پر مستزاد ہیں---لگتا ہے کہ مؤلف درست اور صحیح زبان کے قائل ہی نہیں۔ پروف کی اتنی غلطیاں ہیں کہ شاید ہی کوئی صفحہ اس عیب سے داغ دار نہ ہو۔ اصولِ تالیف کا اس کتاب میں کہیں گزر نہیں--- یہ فقط ایک کتاب ہے، جس کے پانچ سو پندرہ صفحے ہیں۔ متضاد اور متناقض خیالات کے ترجمان۔ مغالطہ انگیزی قدم قدم پر دامن کشاں ہے۔ ربط اور تلازمے کی شدید کمی ہے۔ کتاب کی دونوں جلدیں پڑھ لینے کے بعد، کم ازکم میں ذاتی طور پر یہ بتانے سے قاصر ہوں کہ مؤلف طریقت کے مؤید ہیں یا مخالف---!

مؤلف نے علامہ اقبال کے کلام اور افکار سے بھی استدلال کیا ہے، مگر یک رُخا اور اکہرا---معلوم ہوتا ہے کہ وہ افکار اقبالؒ سے براہِ راست فیض یاب نہیں ہوئے، محض اقبالیاتی ادب کے توسط سے اقبال تک پہنچنے کی سعی فرمائی۔ اس صورت میں مغالطے کا شکار ہونا بدیہی اور لازمی امر ہے، بصورتِ دیگر وہ طریقت اور مسائلِ طریقت کی یک رُخی تعبیر نہ فرماتے۔ مثال کے طور پر وحدت الوجود ہی کو لیں۔ بادی النظر میں یہ نظریہ یونانی فلاسفہ کے افکار کا ترجمان بھی ہے اور ویدانت کا پرتو بھی--- اسی طرح انگریزی اصطلاح Pantheism بھی اس کی مترادف اور ہم معنی ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ کیوں کہ اگر اس نظریے کا بغور مطالعہ کیا جائے، تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظریہ نہ تو یونانی افکار کا ترجمان ہے اور نہ ہی ویدانت کا۔ اسے پین تھی ازم اور مونوازم سے بھی کچھ علاقہ نہیں۔ یہ ان سب نظریات سے بالکل علاحدہ ہے اور صرف اسلامی تعلیمات سے مستنیر---مگر اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے ٹھوس علمی اور تحقیقی مطالعے کی ضرورت ہے۔ (عبدالعزیز ساحر)

انوار القرآن، مولانا عبدالرحمنؒ، ناشر: سنگت پبلشرز، ۲۵ سی لوئر مال، لاہور۔ صفحات: ۶۰۸ (بڑی تقطیع)۔ قیمت: ۳۵۰ روپے۔

متعدد اہل علم نے قرآن حکیم کے لغات تیار کیے ہیں۔ بعض تو ڈکشنری کے طرز پر اور بعض حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق ہیں۔ بعض نے مفردات کو سامنے رکھا ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن مرحوم نے تلاوتِ قرآن حکیم کی ترتیب کے مطابق الفاظ (اسماء، افعال اور تراکیب و کلمات وغیرہ) کے معنی و مفہوم کی وضاحت کی ہے۔ بعض الفاظ اور کلمات پر مفسرین اور اکابر کی رائے بھی دی ہے۔ انھوں نے ہر اہم کلمے کو درج کرنے کے بعد، پہلے اس کا مصدر یا مادہ (اگر ہو تو) بیان کیا ہے، پھر اس کلمے کی صرفی حیثیت اور نحوی مقام بتایا ہے) پھر اس کے مفہوم میں اہل لغت اور اہل تفسیر سے حوالے نقل کیے ہیں اور جہاں ممکن ہوا ہے وہاں صحیح احادیث سے کلمات کا مفہوم متعین کیا ہے" (ص ۶۰۷)۔ گویا یہ قرآن حکیم کے الفاظ کا ایسا لغت ہے جس میں کہیں کہیں معنی و مفہوم کی وضاحت اور تعین کے لیے مختلف مفسرین سے بھی مدد لی گئی ہے۔

یہ کام بڑی محنت کا تھا جسے مصنفِ مرحوم نے اپنے تبحرعلمی کی مدد سے بخوبی مکمل کیا ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن سکول میں مدرس تھے۔ ملازمت سے سبکدوشی کے بعد دیوبند سے دورۂ حدیث مکمل کیا اور پھر تصنیف و تالیف میں مصروف ہوئے۔

مطالعۂ قرآن اور فہمِ قرآن کے سلسلے میں عام قاری کے لیے یہ ایک مفید معاون کتاب ہے۔ ۱۹۵۶ء کی پرانی کتابت کا عکس شائع کر دیا گیا ہے۔ اگر ازسرِنو مشینی کتابت (کمپوزنگ) کرائی جاتی تو ۶۰۰ صفحات کا یہ لغت چار، ساڑھے چار سو صفحات میں بخوبی سما سکتا تھا اور قیمت بھی کم ہوتی۔ (ر-ہ)

خونِ جگر ہونے تک، صاحبزادہ سید خورشید گیلانی، ناشر: خورشید گیلانی ٹرسٹ، ۲۲-ایچ، مرغزار کالونی، ملتان روڈ، لاہور۔ صفحات: ۳۸۴۔ قیمت: ۱۸۰ روپے۔

صاحب زادہ سید خورشید گیلانی مرحوم ایک ممتاز دانش ور، مذہبی مفکر، مصلح اور معروف کالم نگار تھے۔ انھوں نے فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر عمر بھر ملّی یک جہتی، عالم اسلام کے اتحاد اور ملک و قوم کی فلاح و بہبود کے لیے کام کیا۔ اُمت مسلمہ کا ایک فرد ہونا ان کے لیے باعث افتخار تھا خود ان کے بقول "راقم ان لوگوں میں شامل ہے جسے کبھی کوئی گروہی سوچ مسحور نہ کر سکی"۔